49017 ۔ ابرو كے بال رنگنا

سوال

كيا ابرو كى تشقير ـ يعنى رنگنا ـ جائز ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

معاصر علماء كا كرام ابرو رنگ كر باريك كرنے ميں اختلاف ہے كچھ علماء تو اسے ممنوع قرار ديتے ہيں، جيسا كہ مستقل فتوى كميٹى كے فتاوى جات ميں درج ذيل سوال كے جواب ميں درج ہے:

سوال:

ان آخرى ايام ميں عورتوں كے درميان ابرو رنگنے كا رواج عام ہو چكا ہے، كہ عورتيں اوپر اور نيچے سے عورتيں ابرو ايسے رنگتى ہيں جو بالكل نمص يعنى بال ا كھيڑنے كے مطابق كہ دونوں ابرو باريك كيے جاتے ہيں، اور مخفى نہيں كہ يہ عادت يورپ كى تقليد اور نقل كرتے ہوئے پيدا ہوئى ہے، اور پھر يہ مادہ تو ميڈيكلى طور پر بھى خطرناك ہے، اور اس كا نقصان اور ضرر لازمى ہے، اس طرح كے فعل كا حكم كيا ہے ؟

مستقل فتوى كميٹى نے اس موضوع پر بحث و تمحيث كے بعد درج ذيل جواب ديا:

مذكورہ بالا طريقہ سے اوپر اور نيچے سے ابرو رنگنے جائز نہيں كيونكہ اس ميں اللہ تعالى كى پيدا كردہ صورت ميں تبديلى اور شرعا حرام نمص كے ساتھ مشابہت ہوتى ہے، كيونكہ يہ بھى اس " نمص " كے معنى ميں ہے، اور اس كے ساتھ اور بھى حرمت زيادہ اس ليے ہو گى كہ يہ چيز كفار كے ساتھ مشابہت اور ان كى نقالى كرتے ہوئے كيا گيا ہے، يا پھر اس كے استعمال ميں جسم اور بالوں كو ضرر و نقصان ہے.

اس ليے كہ اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

اور تم اپنے ہاتھوں كو ہلاكت ميں مت ڈالو .

اور نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" نہ کسی کو نقصان دو، اور نہ ہی خود نقصان اٹھاؤ "

اللہ تعالی ہی توفیق دینے والا ہے . اھـ

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء فتوی نمبر (21778) بتاریخ (29 / 12 / 1421 ھـ)

اور شیخ عبد اللہ بن جبرین حفظہ اللہ کہتے ہیں:

" میری رائے یہ ہے کہ ابرؤں کے بالوں کو رنگنا اور ان کا رنگ تبدیل کرنا جائز نہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابروؤں کے بال اکھیڑنے والی اور ایسا کروانے والی اور اللہ تعالی کی پیدا کردہ صورت میں تبدیلی کرنے والیوں پر اللہ تعالی نے لعنت فرمائی ہے.

اور ان ابروؤں کے مابین اختلاف کی اللہ تعالی کی حکمت ہے کہ کسی کے بال زیادہ ہیں، تو کسی کے کم، اور کسی کے لمبے اور کسی کے چھوٹے جس سے لوگوں کے مابین امتیاز ہوتا ہے، اور ہر شخص اپنی خصوصیت کے ساتھ پہچانا جاتا ہے، اس لیے ابرو کے بال رنگنا جائز نہیں، کیونکہ اللہ کی پیدا کردہ صورت میں تبدیلی ہے.

دیکھیں: فتاوی المراۃ جمع و ترتیب خالد الجریسی (134).

اور کچھ اہل علم اسے مباح قرار دیتے ہیں، جن میں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ شامل ہیں، اس کی تفصیل دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (8605) اور (11168) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

اس لیے علماء کرام کے ا ختلاف کی بنا پر یہ مسئلہ اور معاملہ شبہ کے مقام پر ہوا.

اس لیے بہتر و اولی اور احتیاط اسی میں ہے کہ ایسا نہیں کرنا چاہیے.

اور جو اہل اجتہاد میں سے ہو یعنی مجتہد کے درجہ میں ہو ت واسے اپنی رائے پر عمل کر لینا چاہیے، اور جو شخص اہل ترجیح میں سے ہو تو اس مسئلہ میں اس کے نزدیك جو راجح ہو اس پر عمل کرے، اور ایك عام شخص کسی ثقہ اور پختہ عالم دین کے فتوی پر عمل کر لے.

واللہ اعلم .